رسول اللہ ﷺ کی تعلیمی پالیسی

The Educational strategy Prophets PBUH

حافظ عمر فاروق اعظم*

ڈاکٹر نور حیات خان**

ABSTRACT:

None of the world's faiths have been invigorated to gain acquaintance as much as Islam has given. The subsequent article describes the Prophets PBUH educational strategy. The Prophet PBUH counseled to gain knowledge for small children, elders, women's, and especially those who were sufferers of physical negligence. Enrolled those approaches for education that conventional people can easily access and arranged free acquisition of education. The prophet created interest for gaining beneficial knowledge by adopting different techniques to make education thought provoking. Prophet also did not discount the extra-curricular accomplishments such as horse riding, swimming, and archery.in such way Prophet PBUH reached the height of elegance, knowledge and under-standing in whole Arab in short period.

Keywords: Prophet PBUH, Islam, knowledge, educational strategy.

تعارف:

دنیا کے کسی مذہب یا تمدن نے حصول علم پر اس قدر زور نہیں دیا جتنا اسلام نے دیا ہے۔ درج ذیل آرٹیکل میں آپ ﷺ کی تعلیمی پالیسی کا ذکر ہے۔ آپ ﷺ نے چھوٹے بچوں، بڑوں، خواتین اور خاص طور پر ان افراد کو بھی علم حاصل کرنے کی طرف راغب کیا جن میں کوئی جسمانی نقص تھا۔ تعلیم کیلئے ان طریقوں کو اختیار کیا جن سے لوگ آسانی سے استفادہ کر سکیں۔ مفت حصول علم کا اہتمام کیا، نفع مند علم حاصل کرنے کا شوق پیدا کیا، تعلیمی عمل کو دلچسپ بنانے کیلئے مختلف انداز تدریس اپنائے۔ آپ ﷺ نے ہم نصابی سر گرمیوں کو بھی نظر انداز نہیں کیا، جس میں فنون سپہ گری، تیر اندازی، تیراکی، گھڑ دوڑ اور کشتی وغیرہ شامل تھیں۔ اس طرح آپ ﷺ نے پورے عرب میں علم و عرفان کے ڈنکے بجادیے۔ آپ ﷺ کی کی تعلیم کا مخاطب ہر دور کا انسان ہے جو جہالت کے گھٹاٹوپ اندھیرے، اخلاقی اور معاشرتی پستیوں میں روشنی کی امید کا طالب ہے۔ تعلیم و تربیت اگر صحیح ہے تو ایسی نسل پروان چڑھے گی جس کے کردار کی استقامت سے ٹکرانے والی ہر باطل قوت پاش پاش ہو کر رہ جائے گی۔

*Research Scholar, Department of Islamic Studies, NUML, Islamabad.

Email: farooqazam62@yahoo.com

**Associate Professor, Department of Islamic Studies, NUML, Islamabad.

شیخ مرحوم کا قول اب مجھے یاد آتا ہے دل بدل جائیں گے تعلیم بدل جانے سے[1]

رسول اللہ ﷺ کی تعلیمی پالیسی:

حضور ﷺ جب مبعوث ہوئے تو لوگ تعلیم سے یکسر ناآشنا تھے۔ عرب کے مرکزی شہر مکہ مکرمہ کا یہ حال تھا کہ وہاں صرف 17 لوگ پڑھنا لکھنا جانتے تھے۔ ان حالات میں لوگوں کا اعلیٰ تہذیب تمدن سے ہمکنار ہونا کس قدر کٹھن تھا۔ کیونکہ کسی قوم کا تعلیم کے بغیر ارتقاء کے زینے طے کرنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔ آپ ﷺ نے تھوڑی ہی مدت میں پورے ملک عرب میں علم وعرفان کے ڈنکے بجادیے۔ وہ عرب جہاں جہالت وضلالت کے تاریک ودبیز پردے پڑے ہوئے تھے۔ سرورعالم ﷺ نے وہ سب پردے چاک کردیے اور پورے خطے کو نور علم کا گہوارہ بنادیا۔

علم کی اَقسام:

علم کی دو قسمیں ہیں۔ ایک علم فرض کفایہ ہے یعنی اگر مسلمانوں میں سے چند لوگ اس کو حاصل کرلیں تو کافی ہے۔ ہر ایک کو یہ علم حاصل کرنے کی ضرورت نہیں، جیسے علم تفسیر، علم حدیث، علم فقہ وغیرہ۔ علم کی دوسری قسم فرض عین ہے، جو ہر مسلمان کو حاصل کرنا فرض ہے۔ مثلاً اسلام کے پانچ ارکان اور انکی تفصیل جاننا، ایمان اور اس کے ارکان کی تفصیل معلوم کرنا، جو دین اسلام کے اہم عقائد ہیں۔ روزمرہ کے بعض معاملات جو حلال ہیں اور وہ معاملات جو حرام ہیں، انہیں جاننا یہ علم دین کی کم سے کم مقدار ہے جو ہر مسلمان کو معلوم کرنا فرض ہے۔

حصول علم کالزوم:

اسلام میں تعلیم لازمی ہے۔ تعلیم کی اہمیت کے پیش نظر اختیاری تعلیم کا اسلام کے ہاں کوئی تصور نہیں۔ تعلیم ہر ایک کے لیے اور لازمی ہے۔ یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان کے سامنے تعلیم کی اہمیت اجاگر کرے اور انہیں حصول علم پر آمادہ کرے۔ خصوصا کسی اسلامی معاشرے میں ناخواندہ افراد قطعا قابل قبول نہیں ہوسکتے[2]۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا[3]

ترجمہ: اے ایمان والو تم اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو آگ سے بچاؤ۔

اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ: عَلِّمُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمُ الْخَيْرَ[4]۔ یعنی تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو بھلائی کی تعلیم دو اور انہیں ادب سکھاؤ۔

بیوی بچوں کا حق ضروریات زندگی کے پورا کرنے سے پورا نہیں ہوجاتا بلکہ جو چیز ان کے لیے ضروری ہے وہ دولت علم ہے جو انہیں روح کی غذا عطاء کرے گی۔ اور اس خیر وبھلائی کے نتیجے میں نہ صرف یہ کہ آخرت کی ابدی سعادت ہی نصیب ہوگی بلکہ دنیا میں بھی کامیابی سے ہمکنار ہوں گے۔ آپ ﷺ نے علم کا حصول ہر مسلمان پر فرض قرار دیا۔ آپ ﷺ کے عہد مبارک میں ہر نومسلم پر

مختلف علوم کا جاننا ضروری تھا جس کیلئے مختلف افراد اور تعلیمی ادارے سر گرم تھے[5]۔ حضرت عمر نے خاص طور پر خانہ بدوش بدوؤں کیلئے قرآن مجید کی جبری تعلیم کا نظام قائم کیا اور اس کیلئے گشتی ٹیمیں مقرر کی تھیں[6]۔ اس نظام تعلیم میں سب سے مقدم اور اہم قرآن کریم کی تعلیم تھی۔ جو مدینہ کے ہر مرد و زن کیلئے لازمی تھی۔ اس تعلیمی نظام کی نگرانی آپ ﷺ بذات خود فرماتے تھے اور قرآن کریم کے احکام کی وضاحت کے سلسلے میں جس کسی کو کوئی دقت پیش آتی تو وہ براہ راست آپ ﷺ کے پاس آکر اپنی مشکلات کو دور کرتا تھا۔[7]

آپ ﷺ کی تعلیمی پالیسی کے بنیادی نکات:

نبوی تعلیم ان تین نکات پر استوار نظر آتا ہے۔ علم حاصل کرنا، علم کے مطابق عمل کرنا، دوسروں تک علم پہنچانا۔ مندرجہ بالا تینوں اعمال ایسے ہیں جن پر تمام انبیاء کرام نے عمل کیا اور مختلف ادوار میں بنی نوع انسان کو بھی انہی تین اعمال کی ہدایت کی۔[8]

تعلیم کا باقاعدہ آغاز:

اگرچہ تعلیم کا سلسلہ مکہ مکرمہ میں شروع ہو چکا تھا، مگر آپ ﷺ نے تعلیم کا باقاعدہ آغاز مدینہ منورہ میں فرمایا۔ پہلی اسلامی درس گاہ مسجد نبوی میں قائم ہوئی۔ مدینہ منورہ پہنچ کر آپ ﷺ نے نامساعد حالات کو ساز گار بنایا، اور سلسلہ تعلیم و تعلم کا باقاعدہ اجراء فرمایا۔ کیونکہ آپ ﷺ جانتے تھے کہ تعلیم کے بغیر کسی قوم کی کایا نہیں پلٹ سکتی اور تعلیم ہی وہ نعمت عظمیٰ ہے جو انسان کے قلب کو صیقل کرتی اور دماغ کو جلا بخشتی ہے۔

ہجرت مدینہ اور ترویج علم:

آپ ﷺ کی تعلیمی پالیسی کا آغاز ہجرت مدینہ کے بعد ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے مدینہ منورہ میں دس برس گزارے۔ اس محدود سی مدت میں اس نوزائیدہ ریاست کو ہر پہلو سے مکمل کرنے کی انتھک کوشش کی، آپ ﷺ نے شب و روز اس ریاست کو مستحکم کرنے میں لگا دیئے۔ اس کٹھن کام کو سر انجام دینا آسان نہیں تھا۔ اس کا اندازہ اس آیت سے لگایا جا سکتا ہے کہ جس میں اللہ نے اپنے پیارے نبی سے خطاب فرمایا کہ: اے نبی مکرم ﷺ آپ لوگوں کو دانشمندی اور نیک نصیحت کے ذریعہ اپنے پروردگار کے راستے کی طرف بلائیے اور نہایت اچھے طریقے سے ان سے بحث کیجئے[9]۔ یہ آیت آپ ﷺ کے طریقہ تربیت اور اسلوب دعوت و تبلیغ پر بخوبی روشنی ڈالتی ہے۔ ابو حیان الاندلسی کی تعبیر معروف و مقبول ہے کہ حکمت سے مراد ایسا کلام یا اسلوب ہے، جس میں جبر و زبردستی کا پہلو موجود نہ ہو اور طبع انسانی اس کو فوراً قبول کر لے اور وہ عقل اور قلب دونوں کو متاثر کرے۔ اس طرح حکمت اس درست کلام اور مؤثر طرز ابلاغ کا نام ہے، جو انسان کے دل میں اتر جائے اور مخاطب کو مسحور کر دے۔ عرب کے مشہور خطیب ضماد نے جب آپ ؐ کا اثر انگیز خطبہ سنا تو اعتراف کیا کہ ایسا کلام نہ تو کاہنوں کے پاس ہے، نہ جادو گروں اور شاعروں کے پاس اور اس نے فوراً اسلام قبول کر لیا[10]۔

شہر مدینہ سے باہر تعلیمی سر گرمیاں:

مدنی زندگی میں رسول اکرم ﷺ کی یہ مستقل پالیسی تھی کہ مدینہ منورہ سے باہر قبائل میں تعلیم و تربیت کیلئے معلم روانہ

کریں۔اس تعلیمی سر گرمی کیلئے بئر معونہ کے واقعہ میں ستر قراء حضرات بھیجے گئے، جس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ انہیں نجد کے ایک علاقے اور کثیر قبائل میں تعلیم کا کام کرنا تھا[11] حضرت عمر فاروقؓ کا ارشاد ہے کہ:

تَعَلَّمُوا قَبْلَ أَنْ تُسَوَّدُوا[12]۔یعنی سردار بننے سے پہلے علم حاصل کرو۔

حضرت عمر نے خانہ بدوش بدوؤں کیلئے قرآن مجید کی تعلیم جبری طور پر قائم کی، چنانچہ ایک شخص جس کا نام ابو سفیان تھا چند آدمیوں کے ساتھ مامور کیا کہ قبائل میں پھر پھر کر ہر شخص کا امتحان لے اور جس کو قرآن کا کوئی حصہ یاد نہ ہو اس کو سزا دے[13]۔ حضرت عمر نے شہروں میں گشت کرنے والے معلمین مقرر کئے تھے، وہ لوگوں خواندگی کا اندازہ لگاتے تھے اور پھر ناخواندہ شخص کو کسی مکتب میں استاد کی تحویل میں دے دیتے تھے تاکہ دین کی ضروری تعلیم حاصل کرے[14]۔تمام مفتوحہ ممالک میں قرآن مجید کا درس جاری کیا اور معلم و قاری مقرر کر کے ان کی تنخواہیں مقرر کیں۔ معلمین کی تنخواہیں مقرر کرنا اوّلیات عمر میں شمار کیا جاتا ہے[15]۔

مفت تعلیم:

اسلام مفت تعلیم کا قائل ہے آپ ﷺ کے زمانہ اقدس میں تعلیم مفت تھی۔آپ ﷺ نے ہر مسلمان عالم پر یہ ذمہ داری عائد کی تھی کہ وہ دوسروں تک علم پہنچائے: بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً[16]۔اور علم چھپانے کی سخت وعید فرمائی ہے چنانچہ ارشاد ہے:

مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ فَكَتَمَهُ، أُلْجِمَ بِلِجَامٍ مِنْ نَارٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ[17]

ترجمہ: جس سے علم کے متعلق کوئی سوال ہوا اور اس نے اسے چھپایا تو اللہ تعالیٰ اسے روز قیامت آگ کی لگام پہنائے گا۔

بعد کے دور میں بھی تعلیم مفت رہی۔ حضرت عمر نے اپنے دور خلافت میں نو مسلموں کی تعلیم و تربیت کیلئے مختلف مکاتب قائم کیے جن کی تنخواہ بیت المال سے ادا کی جاتی تھیں۔ قرآن کریم کی تعلیم پانے والے طلباء کیلئے وظائف کا بھی انتظام ہوتا تھا[18] تاکہ مفت تعلیم کا سلسلہ جاری رہے اور مرور زمانہ کے ساتھ محض پیسے کی کمائی کا ذریعہ نہ بن جائے۔

بچپن میں تعلیم و تربیت کا اہتمام:

بچپن میں حافظہ مضبوط ہوتا ہے اور یاد کرنے کی صلاحیت بہت زیادہ ہوتی ہے اس لیے بچپن سے تعلیم حاصل کرنے میں آسانی ہے۔ حضرت حسنؓ فرماتے ہیں: بچپن میں علم حاصل کرنا ایسے ہے جیسے پتھر پر نقش و نگار ہوتے ہیں ۔امام جلال الدین السیوطی تفسیر میں لکھتے ہیں: والدین پر اولاد کا یہ حق ہے کہ انہیں لکھنا، پڑھنا تیر نا اور تیر چلانا سکھائے[20]۔اس کے بعد جب بچہ درجہ بدرجہ جوان ہوتا ہے تو دینی اور اخلاقی تعلیم واداب کے تقاضے بھی بڑھتے ہیں اس تدریجی تعلیم کی طرف اس حدیث میں راہنمائی ملتی ہے کہ:

مُرُوا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ، وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا، وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرٍ وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ[21]

ترجمہ: تم اپنے بچوں کو نماز کا حکم دو جبکہ وہ سات سال کی عمر کو پہنچ جائیں اور جب دس سال کی عمر کے ہو جائیں اور نماز نہ پڑھیں تو ان کو مارو اور ان کے بستر الگ کر دو۔

قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ: تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ صِغَارًا تَنْتَفِعُوا بِهِ كِبَارًا[22]

ترجمہ: حضرت علیؓ فرماتے ہیں: بچپن میں علم حاصل کرو تاکہ بڑھاپے میں اس سے فائدہ اٹھا سکو۔

حضرت حسن بن علیؓ کا قول ہے:

تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ فَإِنَّكُمْ صِغَارُ قَوْمٍ وَتَكُونُونَ كِبَارَهُمْ غَدًا[23]

ترجمہ: تم علم حاصل کرو، اگر تم قوم میں سب سے چھوٹے ہو تو کل دوسرے لوگوں میں (علم کی وجہ سے) تم بزرگ بن جاؤ گے۔

مَنْ أَدَّبَ ابْنَهُ صَغِيرًا قَرَّتْ عَيْنُهُ كَبِيرًا[24]

ترجمہ: جس شخص نے اپنی اولاد کو بچپن میں ادب سکھایا بڑھاپے میں سکون پائے گا۔

بچے کسی بھی قوم کا مستقبل ہوتے ہیں ان کی تعلیم کا انتظام کرنا در حقیقت خود اپنے اور ملت کے مستقبل کو سوارنا ہے۔ آپ ﷺ نے والدین کو بچوں کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دینے کی تلقین کی، آپ ﷺ نے فرمایا:

مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدًا مِنْ نَحْلٍ أَفْضَلَ مِنْ أَدَبٍ حَسَنٍ[25]

ترجمہ: ایک اچھے والد کا اپنی اولاد کے لیے بہترین عطیہ اچھی تعلیم و تربیت ہے۔

أَكْرِمُوا أَوْلَادَكُمْ وَأَحْسِنُوا أَدَبَهُمْ[26]

ترجمہ: اپنی اولاد کی عزت و تکریم کرو اور انہیں بہترین ادب سے آراستہ کرو۔

مسلمان بچوں کو لکھنے پڑھنے کی تعلیم دینے کا سلسلہ غزوہ بدر کے فوراً بعد شروع ہوا۔ بدر کے بعض قیدی لکھنا جانتے تھے۔ اس وقت انصار میں اچھا لکھنے والے موجود نہیں تھے، جن قیدیوں کے پاس مال نہیں تھا ان سے یہ معاملہ طے کیا گیا کہ وہ دس بچوں کو لکھنا سکھادیں تو انہیں آزاد کر دیا جائے گا۔ دین اسلام میں بچے کی تعلیم و تربیت کا عمل پیدا ہوتے ہی شروع ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ بچے کے کان میں آذان دینا: حضرت ابورافع سے روایت ہے کہ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَذَّنَ فِي أُذُنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ حِينَ وَلَدَتْهُ فَاطِمَةُ[27]

ترجمہ: میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے حضرت حسنؓ کے کان میں آذان دی جب حضرت فاطمہؓ نے آپؓ کو جنم دیا۔

اس سے معلوم ہوا کے بچے کے اس دنیا میں آتے ہی پہلا سبق توحید و رسالت اور اور اعمال صالحہ کا دے دیا گیا ہے۔

تعلیم بالغاں:

ایسے افراد جو کسی معاشی مجبوری، شادی، ملازمت یا سہل پسندی کی وجہ سے ابتدائی عمر میں تعلیم حاصل کرنے سے محروم رہ گئے ہوں ان کی عمر زیادہ ہو گی ہو ان کی تعلیم میں مدد دینا تعلیم بالغاں کہلاتا ہے[28]۔ تعلیم و تربیت نہ صرف چھوٹے بچوں کی ضرورت ہے بلکہ عمر

رسیدہ انسان بھی تعلیم و تربیت کے محتاج ہیں۔ صفہ تعلیم بالغاں کا جو سب سے بڑا تعلیمی مرکز تھا۔ صفہ کے پہلے معلم تو آپ ﷺ ہی تھے، حضرت انسؓ سے روایت ہے:

أَقْبَلَ أَبُو طَلْحَةَ يَوْمًا فَإِذَا النَّبِيُّ ﷺ قَائِمٌ يُقْرِئُ أَصْحَابَ الصُّفَّةِ عَلَى بَطْنِهِ فَصِيلٌ مِنْ حَجَرٍ يُقِيمُ بِهِ بَطْنَهُ مِنَ الْجُوعِ۔[29]

ترجمہ: ایک دن حضرت طلحہؓ آئے تو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ اصحاب صفہ کو کھڑے قرآن پڑھا رہے ہیں آپ ﷺ نے بھوک کی وجہ سے پیٹ پر پتھر کا ٹکڑا باندھا ہوا تھا۔

سماج میں خواتین کی تعلیم کی اہمیت اور نبوی طریقہ تعلیم برائے نسواں:

یہ بھی حقیقت ہے کہ کسی بھی قوم کو مجموعی طور پر دین سے روشناس کرانے، تہذیب وثقافت سے بہرہ ور کرنے اور خصائل فاضلہ وشمائل جمیلہ سے مزین کرنے میں اس قوم کی خواتین کا اہم بلکہ مرکزی اور اساسی کردار ہوتا ہے۔ قوم کے نونہالوں کی صحیح اٹھان اور صالح نشو ونما میں ان کی ماؤں کا اہم رول ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ ماں کی گود بچے کا اولین مدرسہ ہے۔ قرنِ اول سے لے کر آج تک ایک سے بڑھ کر ایک علم وفن اور تحقیق میں کمال رکھنے والے پیدا ہوتے رہے ہیں۔ اور زمانہ ان کے علوم کی ضیا پاشیوں سے مستفیض ہوتا رہا ہے۔ بالکل اسی طرح اس دین حنیف نے خواتین کو بھی تعلیمی حقوق دیے ہیں۔ قرآن کریم ارشاد فرمایا گیا ہے کہ:

وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَى فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ[30]

ترجمہ: تم ان آیات الٰہیہ اور ان احکام کو یاد رکھو جس کا تمہارے گھر میں چرچا رہتا ہے۔

تفسیر طبری میں لفظ ''حکمت'' کی تفسیر کچھ یوں بیان کی گئی ہے کہ:

بِالْحِكْمَةِ: مَا أُوحِيَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ أَحْكَامِ دِينِ اللَّهِ، وَلَمْ يَنْزِلْ بِهِ قُرْآنٌ، وَذَلِكَ السُّنَّةُ[31]

ترجمہ: حکمت سے مراد وہ باتیں ہیں جن کی رسول ؐ کو وحی کی گئی لیکن اسے قرآن میں نازل نہیں کیا گیا اور وہ سنت ہے۔

تعلیم صرف مردوں کا ہی حق نہیں عورتوں کا بھی حق ہے آپ ﷺ نے تعلیم نسواں پر بھی توجہ دی، آپ ﷺ نے فرمایا:

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ[32]۔

مرد اور عورت کی اس میں کوئی تفریق نہیں۔ مسلمان مرد اور عورت سب پر علم کا حصول ضروری ہے۔ عہد نبوی ﷺ میں تعلیم نسواں پر بہت توجہ دی گئی۔ شرعی نصوص پر اگر غور کیا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ عورت کو بالکل آزاد بھی نہ چھوڑا جائے اور نہ بالکل گھر میں چار دیواری تک مقید کر دیا جائے۔ بلکہ ان کی صنفی نزاکت کا خیال رکھتے ہوئے شرعی حدود وقیود کے ساتھ انہیں تعلیم کی اور امور دنیا کی اجازت دی جائے تاکہ ایک مضبوط اور مستحکم معاشرہ وجود میں آئے۔ حضرت عائشہؓ انصار کی ان عورتوں کی تعریف کرتی ہیں جو ''تفقہ فی الدین'' حاصل کرنے کی تمنار کھتی تھیں:

نِعْمَ النِّسَاءُ نِسَاءُ الأَنْصَارِ لَمْ يَمْنَعْهُنَّ الحَيَاءُ أَنْ يَتَفَقَّهْنَ فِي الدِّينِ[33]

ترجمہ: انصار کی عورتیں کتنی بہتر ہیں کہ دین میں تفقہ حاصل کرنے میں انہیں حیاء مانع نہیں ہے۔

مَنْ كَانَتْ لَهُ ابْنَةٌ فَأَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ أَدَبَهَا، وَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيمَهَا، وَأَوْسَعَ عَلَيْهَا مِنْ نِعَمِ اللهِ الَّتِي أَسْبَغَ عَلَيْهِ، كَانَتْ لَهُ مَنَعَةً وَسُتْرَةً مِنَ النَّارِ[34]

ترجمہ: جس کی لڑکی ہو اور اس نے اسے اچھا ادب سکھایا اور اچھی تعلیم دی اور اسے وہ نعمتیں دیں جو اللہ تعالیٰ نے اس کو دی ہیں تو وہ لڑکی اس کیلئے جہنم سے رکاوٹ اور پردہ بنے گی) نہ صرف آپ ﷺ نے آزاد انسانوں کو تعلیم پر ابھارا بلکہ غلاموں اور لونڈیوں کی تعلیم کی بھی ترغیب دلائی، آپ ﷺ نے فرمایا:

وَرَجُلٌ كَانَتْ عِنْدَهُ أَمَةٌ فَأَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ تَأْدِيبَهَا، وَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيمَهَا ثُمَّ أَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا فَلَهُ أَجْرَانِ[35]

ترجمہ: ایک وہ آدمی جس کے پاس ایک باندی ہو پھر وہ اسے اچھا ادب سکھائے اور اسے اچھی تعلیم دے پھر اسے آزاد کر کے اس سے شادی کرلے تو اس کیلئے دو اجر ہیں۔

ایک اور روایت میں رسول اللہ ﷺ باندیوں کی تعلیم پر زور دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

ثَلاثَةٌ لَهُمْ أَجْرَانِ: رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الكِتَابِ، آمَنَ بِنَبِيِّهِ وَآمَنَ بِمُحَمَّدٍ ﷺ وَالعَبْدُ المَمْلُوكُ إِذَا أَدَّى حَقَّ اللَّهِ وَحَقَّ مَوَالِيهِ، وَرَجُلٌ كَانَتْ عِنْدَهُ أَمَةٌ فَأَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ تَأْدِيبَهَا، وَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيمَهَا، ثُمَّ أَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا فَلَهُ أَجْرَانِ[36]

ترجمہ: تین قسم کے لوگوں کیلئے دو اجر ہیں ایک وہ صاحب کتاب جس کا اپنے نبی پر ایمان ہو پھر رسول اللہ ﷺ پر ایمان لے آئے۔ ایک وہ غلام جب وہ اللہ کا حق اور اپنے آقا کا حق ادا کردے اور ایک وہ آدمی جس کے پاس ایک باندی جس سے وہ جنسی تعلقات رکھتا ہو پھر وہ اسے اچھا ادب سکھائے اور اسے اچھی تعلیم دے پھر اسے آزاد کر کے اس سے شادی کرلے تو اس کیلئے دو اجر ہیں۔

علامہ ابن حزم عورت کی تعلیم کے بارے میں لکھتے ہیں کہ: ہر عورت پر ان کے مخصوص مسائل میں اچھی واقفیت فرض ہے جیسا کہ مردوں پر بھی فرض ہے اور تمام عورتوں پر طہارت نماز اور روزہ کے احکام کو جاننا اور کھانے پینے اور لباس وغیرہ کے حرام و حلال کو جاننا مردوں ہی کی طرح فرض ہے اور اس میں مرد و زن کا کوئی فرق نہیں ہے اور اگر کوئی عورت علوم دینیہ میں فقیہ بن گئی تو ہم پر ان کے تصریح کو قبول کرنا لازم ہے کیونکہ یہ نبی اکرم ﷺ کی ازواج اور ان کی صحابیات ہیں جن سے دین کے احکامات منقول ہیں اور ان کو نقل کر کے استدلال کیا جاتا ہے۔[37]

نبوی دور کی خواتین اور تعلیمی سرگرمیاں:

امہات المومنین میں حضرت عائشہ و حضرت ام سلمہ فقہ و حدیث و تفسیر میں بلند رتبہ رکھنے کے ساتھ ساتھ تحقیق و درایت کے میدان کی بھی شہ سوار تھیں۔ حضرت ام سلمہ کی صاحبزادی زینب بنت ابو سلمہ جو آپ ﷺ کی پروردہ تھیں، ان کے بارے میں

ہے کہ: وكانت من أفقه نساء أهل زمانها[38] (وہ اپنے زمانے کی عورتوں میں سب سے زیادہ فقیہ تھیں)۔ایک صحابیہ حضرت شفاء بنت عدویہ تعلیم یافتہ خاتون تھیں، آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ:

أَلَا تُعَلِّمِينَ هَذِهِ رُقْيَةَ النَّمْلَةِ كَمَا عَلَّمْتِيهَا الْكِتَابَةَ[39]

ترجمہ: تم نے جس طرح حضرت حفصہؓ کو نملہ کا رقیہ سکھایا ہے، اسی طرح لکھنا بھی سکھادو۔

حضرت سمراء بنت نہیک اسدیہؓ زبردست عالمہ تھیں:

وعمرت وكانت تمر في الأسواق، وتأمر بالمعروف، وتنهى عن المنكر، وتضرب الناس على ذلك بسوط كان معها[40]۔

ترجمہ: انہوں نے طویل عمر پائی، بازاروں میں جاکر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دیتی تھیں اور لوگوں کو ان کی بے راہ روی پر کوڑوں سے مارتی تھیں۔

نبی اکرم ﷺ خود بھی عورتوں کی تعلیم کا اہتمام فرماتے تھے اور ان کی خواہش پر آپ ﷺ نے باضابطہ ان کیلئے ایک دن مقرر کر دیا تھا، حضرت ابو سعید خدریؓ کی روایت ہے:

قَالَتِ النِّسَاءُ: يارسول الله غَلَبَنَا عَلَيْكَ الرِّجَالُ، فَاجْعَلْ لَنَا يَوْمًا مِنْ نَفْسِكَ، فَوَعَدَهُنَّ يَوْمًا لَقِيَهُنَّ فِيهِ، فَوَعَظَهُنَّ، وَأَمَرَهُنَّ[41]۔

ترجمہ: خواتین نے عرض کیا، مرد ہم پر سبقت لے گئے آپ ﷺ ہمارے لیے بھی کوئی دن مقرر کیجئے، آپ ﷺ نے ان سے ایک دن مقرر کیا اور اس میں آپ ﷺ نے خواتین کو وعظ و نصیحت فرمائی۔

حضرت اسماء بنت یزید بن السکن انصاریہؓ بڑی متدین اور سمجھدار خاتون تھیں، انھیں ایک دفعہ عورتوں نے اپنی طرف سے ترجمان بنا کر آپ ﷺ کے پاس بھیجا کہ آپ ﷺ سے دریافت کریں کہ: اللہ نے آپ ﷺ کو مرد و عورت ہر دو کی رہنمائی کے لیے مبعوث فرمایا ہے۔ چنانچہ ہم آپ پر ایمان لائے اور آپ ﷺ کی اتباع کی، مگر ہم عورتیں پردہ نشیں ہیں، گھروں میں رہنا ہوتا ہے، ہم حتی الوسع اپنے مردوں کی ہر خواہش پوری کرتی ہیں، ان کی اولاد کی پرورش و پرداخت ہمارے ذمے ہوتی ہے۔ ادھر مرد مسجدوں میں باجماعت نماز ادا کرتے ہیں، جہاد میں شریک ہوتے ہیں، جس کی بنا پر انھیں بہت زیادہ ثواب حاصل ہوتا ہے۔ لیکن ہم عورتیں ان کے زمانۂ غیبوبت میں ان کے اولاد کی حفاظت کرتی ہیں، اللہ کے رسول ﷺ! کیا ان صورتوں میں ہم بھی اجر و ثواب میں مردوں کی ہمسر ہو سکتی ہیں؟ آپ ﷺ نے حضرت اسماءؓ کی بصیرت افروز تقریر سن کر صحابہؓ کی طرف رخ کیا اور ان سے پوچھا: اسماء سے پہلے تم نے دین کے متعلق کسی عورت سے اتنا عمدہ سوال سنا ہے؟'' صحابہ نے نفی میں جواب دیا، اس کے بعد آپ ﷺ نے حضرت اسماء سے فرمایا کہ:

انْصَرِفِي أَيَّتُهَا الْمَرْأَةُ، وَأَعْلِمِي مَنْ خَلْفَكِ مِنَ النِّسَاءِ، أَنَّ حُسْنَ تَبَعُّلِ إِحْدَاكُنَّ لِزَوْجِهَا وَطَلَبَهَا مَرْضَاتَهُ، وَاتِّبَاعَهَا مُوَافَقَتَهُ تَعْدِلُ ذَلِكَ كُلَّهُ قَالَ: فَأَدْبَرَتِ الْمَرْأَةُ وَهِيَ تُهَلِّلُ وَتُكَبِّرُ اسْتِبْشَارًا[42]۔

ترجمہ: جاؤاوران عورتوں سے کہہ دو کہ تمہاراا پنے شوہر کے ساتھ حسن سلوک کرنااوراس کی خوشنودی طلب کرنا،اور اس کے ساتھ موافقت کرنا، یہ اس کے برابر ہے جو باتیں میں نے مردوں کے لیے ذکر کی ہیں۔آپ ﷺ کی زبانِ مبارک سے یہ عظیم خوش خبری سن کر آپؓ بہت خوش ہوئیں اور تکبیر و تہلیل کہتی ہوئی واپس ہو گئیں اور دیگر عورتوں کو بھی جا کر خوشخبری دی۔

تاریخ اسلام کی ان درخشندہ مثالوں سے بخوبی معلوم ہو جاتا ہے کہ آپ ﷺ کے زمانے میں عورتوں کے اندر حصولِ علم کا کس قدر شوق اور جذبہ پایا جاتا تھااور آپ ﷺ بھی ان کی تعلیم و تربیت کا کتنا اہتمام فرماتے تھے۔

معذورافراد کی تعلیم:

اسلام کی نظر میں جسمانی کمزوری کسی فرد کے فرائض کی راہ میں حائل نہیں ہو سکتی۔تاہم کسی پر بھی اس کی استطاعت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالا جائے گا۔عبداللہ ابن ام مکتوم کے حوالے سے بیان کیا گیا ہے کہ:

قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَنَا ضَرِيرٌ شَاسِعُ الدَّارِ وَلِي قَائِدٌ لَا يلازمني فَهَلْ تَجِدُ لِي رُخْصَةً أَنْ أُصَلِّيَ فِي بَيْتِي؟ قَالَ: أَتَسْمَعُ النِّدَاءَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: مَا أَجِدُ لَكَ رُخْصَةً[43]

ترجمہ: میں نے نبی اکرم ﷺ سے عرض کی: میں بوڑھا اور نابینا ہوں، میرا گھر دور ہے اور مجھے مسجد تک لانے والا میرے مناسب حال کوئی آدمی بھی نہیں ہے، تو کیا آپ میرے لئے کوئی رخصت پاتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا تم اذان سنتے ہو؟"، میں نے کہا: ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمہارے لئے کوئی رخصت نہیں پاتا۔

اس حدیث سے جماعت کی بڑی اہمیت وتاکید ثابت ہوتی ہے اور نبی اکرم ﷺ نے عبداللہ ابن ام مکتوم کو جماعت سے غیر حاضر رہنے کی اجازت نہ دی حالانکہ وہ نابینا تھے اور انہوں نے کہا کہ میرے پاس کوئی آدمی بھی نہیں ہے جو مجھ کو پکڑ کر لائے، کیونکہ ان کا گھر مسجد سے بہت دور نہ تھا، وہ اذان کی آواز سنتے تھے اور بغیر آدمی کے آنہیں سکتے تھے بعض نے کہا: حدیث کا مطلب یہ نہیں ہے کہ تمہارے لیے جماعت کا ترک جائز نہیں کیونکہ اندھا ہونا جماعت سے معافی کے لئے قوی عذر ہے، اور آپ ﷺ نے عتبان بن مالک کی جماعت ان کے اندھے ہونے کی وجہ سے معاف کی، بلکہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے لئے ایسی رخصت نہیں پاتا کہ تم جماعت میں حاضر نہ ہو، اور جماعت کا ثواب نہ پاو۔ایک مرتبہ آپ ﷺ قریش کے سرداروں عتبہ ،شیبہ اور ربیعہ کے دونوں بیٹوں، اُبو جہل، عباس بن عبد المطلب ،امیہ بن خلف اور ولید بن مغیرہ کو اسلام کی دعوت دے رہے تھے امید کرتے ہوئے کہ ان کے اسلام کی وجہ سے دوسرے بھی ایمان لائیں گے۔ عبداللہ بن ام مکتومؓ تشریف لائے اور مجھے بھی تعلیم دیں جو اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو دی ہے وہ نہیں جانتے تھے کہ آپ ﷺ مشغول ہیں۔اس قطع کلامی کو آپ ﷺ نے ناپسند فرمایااوران سے اعراض کیا، تواللہ تعالیٰ نے قرآن پاک نازل فرمایا، پھر آپ ﷺ ان کا احترام کرتے تھے جب آپ ﷺ انہیں دیکھتے تو فرماتے خوش آمدید جس کی وجہ سے مجھے رب نے تنبیہ فرمائی، آپ ﷺ ان سے ضرورت معلوم کرتے اور وہ دو بار مدینہ میں نائب بنے[44]۔یہ اعزاز آپؓ کو کئی مرتبہ ملا،آپؓ مدینہ کے قائم مقام والی بنے۔

وہ لوگوں کو نمازیں پڑھانے کے علاوہ ریاستِ مدینہ کے انتظامی امور کی سرپرستی اور قیادت کے فرائض بھی سرانجام دیتے تھے۔

خصوصی افراد کی خصوصی رعایت:

حضرت ثابت بن قیس کچھ اونچا سنتے تھے اس لیے جب وہ مجلس شریف میں حاضر ہوتے تو صحابہؓ انہیں آگے جگہ دیا کرتے۔ آپؓ علم حاصل کرنے کیلئے مجلس میں قریب بیٹھتے تھے تاکہ آسانی سے آپ ﷺ کی باتیں سن سکیں اور اپنے علم میں اضافہ کریں[45]۔

معرفت و آگہی کے اعلیٰ مقاصد:

علم اللہ کا نور ہے اس کا حصول اعلیٰ مقاصد کیلئے ہونا چاہیے خسیس اغراض اس کا مطمع نظر نہیں ہو سکتے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا:

مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا لِغَيْرِ اللّٰهِ أَوْ أَرَادَ بِهِ غَيْرَ اللّٰهِ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ[46]۔

ترجمہ: جس نے اللہ کی رضا کی بجائے کسی اور غرض سے علم حاصل کیا یا اس علم کے ذریعے غیر اللہ کو مقصود بنالیا، تو وہ اپنا ٹھکانہ آگ میں بنالے۔

حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَا تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ لِتُبَاهُوا بِهِ الْعُلَمَاءَ، وَلَا لِتُمَارُوا بِهِ السُّفَهَاءَ[47]

ترجمہ: اس لیے علم نہ سیکھو کہ تم علماء پر فخر کرو، نہ اس لیے کہ جہلا سے جھگڑا کرو۔

آپ ﷺ کے فرمان کے مطابق حصول علم کا مقصد رضائے الٰہی کا حصول ہے، جیسا کہ اس ارشاد سے واضح ہے:

مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِمَّا يُبْتَغَى بِهِ وَجْهُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَتَعَلَّمُهُ إِلَّا لِيُصِيبَ بِهِ عَرَضًا مِنَ الدُّنْيَا، لَمْ يَجِدْ عَرْفَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ[48]

ترجمہ: جس شخص نے وہ علم کہ جس کا مقصد رضائے الٰہی کی تلاش ہو دنیوی مال و متاع کے حصول کیلئے سیکھا تو ایسا شخص قیامت کے روز جنت کی خوشبو بھی نہ پائے گا۔

ان احادیث سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ آپ ﷺ کی تعلیمی پالیسی یہ تھی کہ علم کا مقصد معرفت الٰہی اور رضا الٰہی کا حصول ہو۔

منفعت علم کو ملحوظ رکھنا:

وہ علم جو انسانیت کے دکھ درد کا مسیحا ہو اسلام کی نظر میں وہ علم نافع ہے اور جو علم ہدایت کی بجائے گمراہی، اور ترقی کی بجائے تنزلی کا سبب ہو اور انسانیت کو حیوانیت میں بدل دے اسلامی تعلیمات کی رو سے وہ علم غیر نافع ہے، چنانچہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ عِلْمًا لَا يُنْتَفَعُ بِهِ، كَكَنْزٍ لَا يُنْفَقُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ[49]

ترجمہ: وہ علم جس سے نفع حاصل نہ کیا جائے اس خزانے کی مانند ہے جسے اللہ کی راہ میں خرچ نہ کیا جائے۔

بلکہ آپ ﷺ نے ایسے ہی علم سے خدا کی پناہ مانگی ہے، زید بن ارقم فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے:

اللهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ[50] (اے اللہ میں اس علم سے تیری پناہ مانگتا ہوں جو نفع نہ دے)۔

قوموں کی ترقی اور معاشروں کا استحکام علم پر منحصر ہے۔ علم سے بے بہرہ ہو کر کوئی بھی قوم ترقی نہیں کر سکتی نہ مادی نہ روحانی۔ رسول اکرم ﷺ کی دعاؤں میں ایک دعا یہ بھی شامل رہتی تھی:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا[51] (یااللہ! میں تجھ سے نفع بخش علم مانگتا ہوں)۔

آپ ﷺ نے امت کو یہ تعلیم دی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے علم نافع کی دعائیں کیا کریں اور ایسے علم سے پناہ مانگیں جو نفع بخش نہ ہو، فرمایا:

سَلُوا اللَّهَ عِلْمًا نَافِعًا، وَتَعَوَّذُوا بِاللَّهِ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ[52]۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ سے نفع بخش علم کا سوال کرو اور غیر نفع بخش سے اللہ کی پناہ مانگو۔

کل وقتی تعلیم کے ساتھ ساتھ جزوقتی تعلیم کا انتظام:

مدنی عہد نبوت میں مذہبی تعلیم و تربیت کے دو طریقے تھے۔ ایک غیر مستقل، جس میں مختلف قبائل کے آدمی مدینہ آکر چند دن قیام کرتے اور ضروری مسائل سیکھ کر واپس جاتے اور اپنے قبائل کو جاکر تعلیم دیتے۔ دوسرا طریقہ مستقل تعلیم و تربیت کا تھا اور اس کیلئے صفہ کی درس گاہ مخصوص تھی۔ اس میں وہ لوگ تعلیم حاصل کرتے تھے جو علائق دنیوی سے بے نیاز تھے اور انہوں نے اپنے آپ کو دینی تعلیم و تربیت اور عبادت کیلئے وقف کر رکھا تھا۔ اصحاب صفہ انتہائی نادار اور مفلس تھے بعض حضرات کو دن میں تعلیم کا موقع نہیں ملتا تھا اس بناپر وہ رات کو تعلیم حاصل کرتے تھے۔ ان میں سے کچھ ایسے بھی تھے جو دن رات تعلیم میں مصروف رہتے تھے۔ حضرت انسؓ کی روایت ہے ستر اصحاب صفہ رات کو تعلیم حاصل کرتے تھے۔

فَكَانُوا إِذَا جَنَّهُمُ اللَّيْلُ انْطَلَقُوا إِلَى مُعَلِّمٍ لَهُمْ بِالْمَدِينَةِ[53]

ترجمہ: جب رات ہو جاتی تو یہ لوگ مدینہ میں ایک معلم کے پاس جاتے اور رات بھر پڑھتے حتی کہ صبح ہو جاتی۔

امثلہ کے ذریعے تدریس:

مثال کے ذریعے بات سمجھانا۔ بعض اوقات انسان ایک غیر معمولی اہم بات کو نہیں سمجھ سکتا۔ اس کو سمجھانے کیلئے مثالوں کا سہارا لیا جاتا ہے تاکہ مقصد تک رسائی میں آسانی ہو اس سلسلے میں حضرت انس سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب بندہ خدا کی طرف توبہ استغفار کے ذریعہ رجوع کرتا ہے تو خدا کو نہایت خوشی ہوتی ہے۔ جس کی مثال حضور ﷺ نے یوں بیان فرمائی کہ ایک شخص بے آب و گیاہ جنگل میں سواری پر سفر کر رہا تھا، کسی منزل پر اس کی سواری اس سے چھوٹ گئی، اب اس کے پیش نظر موت تھی، عالم حسرت و یاس میں کسی درخت کے نیچے لیٹ گیا پھر اچانک کیا دیکھتا ہے کہ اس کی سواری اس کے پاس موجود ہے اور ساز و سامان جوں کا توں موجود ہے، تو فرط مسرت سے اس نے کہا: اے اللہ تو میرا بندہ اور میں تیرا رب، انتہائی فرط مسرت میں کچھ کا کچھ کہہ دیا۔ کہنا تو یہ

چاہتا تھا کہ تو میرا رب میں تیرا بندہ ہوں جس طرح اس مسافر کو انتہائی خوشی ہوئی اس سے زیادہ خوشی خدا کو ہوتی ہے جب بندے استغفار کرتے ہیں[54]۔اسی طرح آپ ﷺ نے مختلف موقعوں پر نہایت ہی حکیمانہ اور قیمتی باتیں اتنی اسان اور سہل مثالوں کے ذریعے سمجھائیں اور یوں انسانی سماج میں بہترین تبدیلیاں ممکن ہوئیں۔

ذہنی سطح کالحاظ اور عام فہم اندازِ تعلیم:

آپ ﷺ لوگوں کو ان کی ذہنی صلاحیت کے مطابق مخاطب فرماتے تھے اور ان سے وہی کچھ کہتے جو ان کے حواس سے ہم آہنگ ہوتا ان کی فطرتوں کے مطابق ہوتا اور ان کے اسلوب سے مشابہ ہوتا تاکہ آپ ﷺ کی تعلیم اور پیغام ان تک آسانی سے پہنچ سکے، چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا: كَلِّمِ النَّاسَ عَلَى قَدْرِ عُقُولِهِمْ[55] (لوگوں سے انکے ذہنی سطح کے مطابق بات کرو)۔

آپ ﷺ اپنے تمام حاضرین مجلس کو اس طرح تعلیم دیتے تھے کہ عالم، جاہل، شہری، بدوی، عربی، عجمی، بوڑھے، بچے، جوان پوری طرح فیض حاصل کرتے اور آپ ﷺ کی ہر بات سامعین کے دل میں اتر جاتی تھی، حضرت انسؓ کا بیان ہے:

إِذَا تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ أَعَادَهَا ثَلَاثًا، حَتَّى تُفْهَمَ عَنْهُ[56]

ترجمہ: آپ ﷺ جب کوئی بات ارشاد فرماتے تو اس کو تین بار کہتے تاکہ سمجھ لی جائے اور جب کسی جماعت کے پاس جاتے تو ان کو تین بار سلام کرتے تھے۔

لوگوں کی بولیوں اور لہجات کی رعایت:

آپ ﷺ لوگوں کو ان کے لہجوں کے مطابق خطاب فرماتے۔عاصم اشعری کہتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو اشعریوں کی لغت میں فرماتے سنا:

لَيْسَ مِنَ امْبِرِّ امْصِيَامُ فِي امْسَفَرِ[57] (سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے)۔

یعنی جہاں لام تھا وہاں میم ارشاد فرمایا کیوں کہ اشعریوں کا لہجہ ایسا ہی تھا۔

خوشنویسی کی تعلیم:

کتابت وخطاطی انسانی معاملات کو ضابطہ تحریر لانے کا آسانی معاون ذریعہ ہے، اللہ رب العزت نے انسان کو قلم کے ذریعے سکھایا ہے اور آپ ﷺ نے قلم وطرطاس کو بھی اس قدر اہمیت دی ہے۔

سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الخط فقال: هو أثارة من علم[58]

ترجمہ: آپ ﷺ سے ایک مرتبہ خط کے متعلق پوچھا گیا کہ خط کیا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ بھی علم کی ایک شاخ ہے علم کے حصول کا بہترین ذریعہ لکھنا ہے اسی لیے خوشنویسی بھی آپ ﷺ کی تعلیمی پالیسی کا حصہ تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

قَيِّدُوا الْعِلْمَ قُلْتُ: وَمَا تَقْيِيدُهُ؟ قَالَ: كِتَابَتُهُ[59]۔

ترجمہ: علم کو قید کرلو، میں نے کہا (حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ)، علم کو قید کرنے کا کیا مطلب ہے، آپ ﷺ نے فرمایا اس کو لکھ لینا۔

حضرت عبداللہ بن سعید بن عاص بہت خوشنویس تھے زمانہ جاہلیت میں کاتب کی حیثیت سے مشہور تھے، اصحاب صفہ کو لکھنا سکھاتے تھے[60]۔

غیر ملکی زبان سیکھنے سکھانے کا اہتمام:

چونکہ آپ ﷺ جن وانس کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے تھے۔ تمام انسانوں کو تعلیم دینا آپ ﷺ کی ذمہ داری تھی۔ لہٰذا اس ذمہ داری سے سبکدوش ہونے کیلئے حضرت زید بن ثابتؓ کے اندر حصول علم اور کتابت کے فن کا غیر معمولی شوق اور قابلیت کا جوہر دیکھا تو آپ ﷺ نے ان کو 4 ہجری میں فرمایا میرے پاس ایسے لوگوں کے خطوط آتے ہیں کہ میں پسند نہیں کرتا کوئی دوسرا انہیں پڑھے۔ دوسری روایت میں ہے میں خطوط کے پڑھوانے کے معاملہ میں یہودیوں پر اطمینان نہیں رکھتا۔ تیسری روایت میں ہے میں لوگوں کی طرف مکاتیب بھیجتا ہوں اور مجھے اندیشہ رہتا ہے کہ کہیں وہ میرے الفاظ میں کمی بیشی نہ کریں۔ اس بنا پر آپ ﷺ نے حضرت زیدؓ کو عبرانی یا سریانی زبان پڑھنے کا مشورہ دیا۔ حضرت زید نے سر اطاعت جھکا یا سیکھنے کیلئے کمر باندھی اور فرماتے ہیں کہ:

فَتَعَلَّمْتُهَا فِي سَبْعَةَ عَشَرَ يَوْمًا[61] (میں نے اسے سترہ دن میں سیکھ لیا)

ہم نصابی سرگرمیاں: اصحاب صفہ کی تعلیمی سرگرمیاں اور عسکری تربیت:

اصحاب صفہ انتہائی نادار اور مفلس تھے مگر انہیں تعلیم حاصل کرنے کا شوق تھا۔ اصحاب صفہ کا سارا وقت درس وتدریس ہی میں بسر ہوتا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ نبی ﷺ نے اصحاب صفہ کی عسکری تربیت پر بھی خصوصی توجہ دی۔ آپ ﷺ ان کو فوجی مشقوں کی غرض سے مدینہ کے گردونواح میں لے جاتے تھے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَحْبَبْتُ أَنْ لَا أَتَخَلَّفَ خَلْفَ سَرِيَّةٍ[62]

ترجمہ: اگر میں اپنی امت پر دشواری نہ سمجھتا کہ پیچھے معاملات کے بگڑنے کا خدشہ ہو تو میں اس بات کو پسند کرتا کہ میں کسی لشکر سے پیچھے نہ رہتا۔

مدینہ منورہ میں مسلمانوں کو مختلف جنگوں میں شریک ہونا پڑتا تھا اس لیے آپ ﷺ نے تعلیمی نظام میں فنون سپہ گری کو خاص اہمیت دے رکھی تھی۔ آپ ﷺ نے حکم فرمایا کہ بچوں کو ابتداء ہی سے نشانہ بازی، تیر اندازی اور تیراکی کی تعلیم دی جائے، بڑوں کے لیے بھی آپ گھڑ دوڑ اور جنگی مشقوں کا اہتمام فرماتے تھے[63]۔

گھڑ دوڑ:

شہسواری کو عہد نبوی میں بڑی اہمیت حاصل تھی۔ اس زمانے کی جنگوں میں ایک گھڑ سوار تین پیادوں سے زیادہ اہمیت کا

سمجھا جاتا تھا۔ مدینہ سے باہر ایک میدان تھا جس کی سرحد حفیاء سے ثنیۃ الوداع تک چھ میل تھی۔ یہاں گھڑ دوڑ کی مشق کرائی جاتی تھی۔

لَقَدْ رَاهَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى فَرَسٍ لَهُ يُقَالُ لَهُ: سَبِحَةٌ فَجَاءَتْ سَابِقَةً فَهَشَّ لِذَلِكَ وَأَعْجَبَهُ[64]

ترجمہ: آپ ﷺ کی سواری کا ایک گھوڑا تھا جس کا نام سبحہ تھا آپ ﷺ نے اسے دوڑایا اس نے بازی جیت لی تو آپ کو خاصی مسرت ہوی) گھڑ دوڑ کا اہتمام حضرت علیؓ کے سپرد ہوتا تھا۔

تیر اندازی:

تیر اندازی عربوں کا اہم مشغلہ تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اپنی اولاد کو لکھنا، تیرنا اور تیر اندازی کرنا سکھاو۔

حق الولد على والده أن يعلمه الكتابة والسباحة والرماية، وأن لا يرزقه إلا طيبا[65]

ایک بار آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے نشانہ بازی سیکھی اور پھر اسے چھوڑ دیا۔ تو وہ ہم میں سے نہیں[66]

کشتی لڑنا:

اہل عرب میں کشتی کو ایک خاص مقام حاصل ہے۔ یزید بن رکانہ اور عمر بن عبد ود اس دور کے مشہور پہلوان ہیں۔ رکانہ نے ایک مرتبہ آپ ﷺ کو کشتی کی دعوت اور کہا اگر آپ ﷺ مجھے پچھاڑ دیں تو میں آپ ﷺ پر ایمان لے آوں گا، آپ ﷺ نے اسے پچھاڑ دیا[67]۔

نتائج بحث:

- رسول اکرم ﷺ کی یہ مستقل پالیسی تھی کہ مدینہ منورہ سے باہر بھی قبائل میں تعلیم و تربیت کیلئے معلم روانہ کریں۔
- خواتین کے لیے الگ سے دن مقرر کیا، بچوں اور بڑوں کے لیے علمی حلقات قائم کیے۔
- معزور افرد کا بھی شوق بڑھایا وہ بھی طالب علموں کی صفوں میں بیٹھنا سعادت سمجھتے تھے۔
- دیہاتی لوگوں کو علم سے روشناس کرانے کے لیے معلمین کو روانہ کیا۔
- وقت کے تقاضے کے مطابق علوم جدیدہ سیکھنے کی بھی ترغیب دلائی۔
- نبی پاکؐ نے خود بھی بغیر معاوضہ کے تعلیم دی اور مفت تعلم دینے کی حوصلہ افزائی فرمائی۔
- آپ ﷺ نے حصول علم کا مقصد معرفت الٰہی اور رضائے خداوندی قرار دیا، ہے۔

تجاویز و سفارشات:

- پاکستان کے سب شہریوں کو تعلیم کے یکساں مواقع فراہم کیے جائیں۔
- تعلیم کے مواقع کی فراہمی کے لیے عدل کا اہتمام ضروری ہے۔
- سب کے لیے یکساں نوعیت اور متوسط معیار کے اسکول موجود ہوں۔

- ابتدائی، متوسط اور ثانوی تعلیم کے ساتھ ساتھ اعلیٰ تعلیم مفت کی جائے۔
- غرباء کو روزگار کے حصول کے آسان مواقع فراہم کیے جائیں تاکہ ان کے بچے بھی آسانی سے تعلیم حاصل کر سکیں۔
- ملک کے پسماندہ علاقوں میں رہنے والے بچوں کی تعلیم و تربیت کے لیے اساتذہ کی گشتی ٹیمیں بنای جائیں جو گھر گھر جا کر تدریس کی خدمات سرانجام دیں۔
- پاکستان میں معذور بچوں کی تعلیم و تربیت کا بندوبست خصوصی تعلیمی اداروں میں کیا جاتا ہے، لیکن ان اداروں کا دائرہ کار صرف بڑے شہروں تک ہی محدود ہے۔ چھوٹے شہروں اور دور دراز دیہاتوں میں بھی ایسے تعلیمی ادارے بنائے جائیں۔

حوالہ جات

---

[1] الرحمان، نور الرحمان، اکبر الہ آبادی اور ان کا کلام، ط/1، مکتبہ شاہراہ، اردو بازار، دہلی، 1964ء، ص113

[2] عزیز الرحمٰن سید، استحکام پاکستان سیرت طیبہ کی روشنی میں، ، زوار اکیڈمی پبلی کیشنز، کراچی، 1997ء، ص24

[3] التحریم 66 :6

[4] الحميري اليماني الصنعاني ، أبو بكر عبد الرزاق بن همام بن نافع ، تفسير عبد الرزاق، دراسة وتحقيق: د. محمود محمد عبده، ط/1، 1419ھ، دار الكتب العلمية ، بيروت، ج3، ص324

[5] عبد المعبود، مولانا محمد، عہد نبوی میں نظام تعلیم، ، ط/1، مکتبہ رحمانیہ اقراء سنٹر، لاہور، 2001ء، ص17

[6] نعمانی علامہ شبلی، الفاروق، مکتبہ صدیقیہ، ملتان، 1952ء، ج2، ص442

[7] محمد طفیل، نقوش، رسول نمبر، ، ادارہ فروغ اردو، لاہور، 1983ء، ج4، ص132

[8] شیخ محمد یٰسین، عہد نبوی کا نظام تعلیم، ارشد بک سنٹر، میر پور آزاد کشمیر، 1995ء، ص36

[9] النحل 125:16

[10] أبو بكر البيهقي ، أحمد بن الحسين بن علي، دلائل النبوة ومعرفة أحوال صاحب الشريعة، ط/1، 1405ھ، دار الكتب العلمية بيروت، المقدمة، ص35

[11] القسطلاني أحمد بن محمد بن أبي بكر بن عبد الملك القتيبي المصري أحمد بن محمد بن أبي بكر بن عبد الملك القتيبي المصري ، المواهب اللدنية بالمنح المحمدية المكتبة التوفيقية، القاهرة مصر، ج1، ص260

[12] الكتاني محمد عَبْد الحَيّ بن عبد الكبير ، التراتيب الإدارية ، المحقق: عبد الله الخالدي ط/2، دار الأرقم ، بيروت، ج2، ص162

[13] نعمانی علامہ شبلی، الفاروق، نامی پریس، کانپور 1899ء، حصہ دوم، ص129

[14] سید محمد سلیم پروفیسر، اسلام کا نظام تعلیم، ادارہ تعلیمی تحقیق، لاہور، 1996ء، ص86

[15] الفاروق حصہ دوم، ص129

16 البخاری، ابو عبد الله محمد بن اسماعيل ،صحيح البخاري،كِتَابُ أَحَادِيثِ الأَنْبِيَاءِ،بَابُ مَا ذُكِرَ عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ، دار طوق النجاة، حدیث نمبر 3461

17 السِّجِسْتاني أبو داود سليمان بن الأشعث ،سنن أبي داود، المحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد، المكتبة العصرية، بيروت، كِتَابُ الْعِلْمِ، بَابُ كَرَاهِيَةِ مَنْعِ الْعِلْمِ، حديث نمبر3658

18 الفاروق، ص442

20 محمد نعیم مولانا، تفسیر جلالین شرح اردو کمالین، دارالاشاعت، کراچی، ج2، ص369

21 الدينوري، أبو محمد عبد الله بن مسلم بن قتيبة، عيون الأخبار، ط/ا،1418ھ،دار الكتب العلمية، بيروت، ج2، ص139

22 الشيباني، أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد ،فضائل الصحابة، ط/1، 1983ء،مؤسسة الرسالة، بيروت، ج2، ص677

23 النمري القرطبي، أبو عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر بن عاصم جامع بيان العلم وفضله، تحقيق: أبي الأشبال الزهيري، بَابُ فَضْلِ التَّعَلُّمِ فِي الصِّغَرِ، ط/1، 1994ء، دار ابن الجوزي، المملكة العربية السعودية، حديث نمبر484

24 ایضاً، ج1، ص358

25 ابن البيع، أبو عبد الله الحاكم حمدويه بن نُعيم بن الحكم الضبي الطهماني النيسابوري، المستدرك على الصحيحين، تحقيق: مصطفى عبد القادر عطا، ط/1، 1411ھ، دار الكتب العلمية، بيروت ،حديث نمبر7679

26 محيي السنة، أبو محمد الحسين بن مسعودبن محمد بن الفراء، شرح السنة، تحقيق:شعيب الأرنؤوط، محمدزهير الشاويش، ط/2، 1403ھ، باب الأذان في أذن المولود، المكتب الإسلامي، دمشق، بيروت، حديث نمبر 2822

27 السجستانی ،سلیمان ابن اشعث، سنن أبي داود ،كِتَاب الصَّلَاةِ، بَابُ مَتَى يُؤْمَرُ الْغُلَامُ بِالصَّلَاةِ، رقم الحديث495

28 عزیز الرحمن سید، تعلیمات نبوی اور آج کے زندہ مسائل، ط/1، 2005، القلم کراچی، ص285

29 الأصبهاني أبو نعيم أحمد بن عبد الله بن أحمد، حليه الاولياء وطبقات الاصفياء، ذكر اہل الصفة ،ط/1 ،دار الكتب العلميه بيروت، 1409ھ، ج1، ص419

30 الاحزاب33: 34

31 أبو جعفر الطبري محمد بن جرير بن يزيد بن كثير ،جامع البيان عن تأويل آي القرآن، تحقيق: الدكتورعبد الله بن عبد المحسن التركي، ط/1، 1422ھ، دار هجر للطباعة والنشر والتوزيع والإعلان، ج19، ص108

32 ابن ماجة أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، سنن ابن ماجه، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي ، افتتاح الكتاب في الإيمان وفضائل الصحابة والعلم ،بَابُ فَضْلِ الْعُلَمَاءِ وَالْحَثِّ عَلَى طَلَبِ الْعِلْمِ، دار إحياء الكتب العربية ، فيصل عيسى البابي الحلبي، حديث نمبر:224

33 النيسابوري مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري، صحيح مسلم، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي ،دار إحياء التراث ، بيروت، حديث نمبر332

34 المعجم الكبير، حديث نمبر:10447

35 البخاري أبو عبد الله ،محمد بن إسماعيل، الأدب المفرد بالتعليقات حققه وقابله على أصوله: سمير بن أمين الزهيري، مستفيدًا من تخريجات

وتعليقات العلامة الشيخ المحدث: محمد ناصر الدين الألباني، ط/1، 1419ھ، باب إذا نصح العبد لسيده، مكتبة المعارف للنشر والتوزيع، الرياض، حديث نمبر203

[36] صحيح البخاري، كِتَابُ العِلْمِ، بَابُ تَعْلِيمِ الرَّجُلِ أَمَتَهُ، حديث نمبر:97

[37] أبو محمد علي بن أحمد بن حزم الأندلسي، الإحكام في أصول الأحكام، ط/1، 1404ھ، دار الحديث، القاهرة، ج3 ص337

[38] أيضا

[39] سنن أبي داود، كِتَاب الطِّبِّ، بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّقَى، حديث نمبر:3887

[40] الاستيعاب في معرفة الأصحاب، ج4، ص1863

[41] صحيح البخارى، كتاب العلم، باب هل يُجعل لِلنساء يوم على حدة في الْعلم، حديث نمبر101

[42] ابو بكر البيهقي أحمد بن الحسين بن علي بن موسى الخُسْرَوْجِردي الخراساني، شعب الإيمان، حققه وراجع نصوصه وخرج أحاديثه: الدكتور عبد العلي عبد الحميد حامد، أشرف على تحقيقه وتخريج أحاديثه: مختار أحمد الندوي، صاحب الدار السلفية ببومباي، الهند، ط/1، 1423ھ، مكتبة الرشد للنشر والتوزيع بالرياض بالتعاون مع الدار السلفية ببومباي بالهند، ج11، ص177

[43] الشوكاني محمد بن علي بن محمد بن عبد الله اليمني، نيل الأوطار، تحقيق: عصام الدين الصبابطي، ط/1، 1413ھ، أَبْوَابُ صَلَاةِ الْجَمَاعَةِ، دار الحديث، مصر، حديث نمبر:1031

[44] محيي السنة أبو محمد الحسين بن مسعود بن محمد بن الفراء البغوي الشافعي، معالم التنزيل في تفسير القرآن، تفسير البغوي، المحقق: عبد الرزاق المهدي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ج5، ص210

[45] القرطبی ابو عبد الله محمد بن أحمد بن أبي بكر بن فرح الأنصاري الخزرجي شمس الدين، الجامع لأحكام القرآن، تفسير القرطبی، تحقيق: أحمد البردوني وإبراهيم أطفيش، ط/2، 1384ھ، دار الكتب المصرية، القاهرة، ج16 ص324

[46] الترمذي أبو عيسى محمد بن عيسى بن سَوْرة بن موسى بن الضحاك، سنن الترمذي، ط/2، 1395ھ، بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ يَطْلُبُ بِعِلْمِهِ الدُّنْيَا، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي مصر، حديث نمبر2655

[47] سنن ابن ماجه، كِتَابُ الْعِلْمِ، بَابُ فَضْلِ الْعُلَمَاءِ وَالْحَثِّ عَلَى طَلَبِ الْعِلْمِ، حديث نمبر254

[48] سنن أبي داود، كِتَابُ الْعِلْمِ، بَابٌ فِي طَلَبِ الْعِلْمِ، حديث نمبر3664

[49] المتقي الهندي علاء الدين علي بن حسام الدين ابن قاضي خان القادري الشاذلي الهندي البرهانفوري ثم المدني فالمكي، كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال، المحقق: بكرحياني، صفوة السقا، ط/5، 1401ھ، مؤسسة الرسالة، بيروت، حديث نمبر28992

[50] صحيح مسلم، كتاب الذِّكْرِ وَالدُّعَاءِ، بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ شَرِّ مَا عُمِلَ، حديث نمبر2722

[51] سنن ابن ماجه، كِتَابُ إِقَامَةِ الصَّلَاةِ بَابُ مَا يُقَالُ بَعْدَ التَّسْلِيمِ، حديث نمبر925

[52] ايضاً، كِتَابُ الدُّعَاءِ، بَابُ مَا تَعَوَّذَ مِنْهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: حديث نمبر:3843

[53] لكَشّي أبو محمد عبد الحميد بن حميد بن نصر الكَسّي، المنتخب من مسند عبد بن حميد تحقيق: الشيخ مصطفى العدوي، ط/2، 1423ھ، دار

بلنسية للنشر والتوزيع، حدیث نمبر1274

54 صحيح مسلم، كتاب التوبة، باب في الحضر على التوبة والفرح بها، حدیث نمبر2747

55 الملا الهروي القاري علي بن (سلطان) محمد،أبو الحسن نور الدين،مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، ط/1، 1422ه،دار الفكر، بيروت ،لبنان،حدیث نمبر3496

56 صحيح البخارى ،كتاب العلم ،باب من اعادالحديث ثلاثاليفهم عنه ،حدیث نمبر95

57 الهيثمي أبو الحسن نور الدين علي بن أبي بكر بن سليمان، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، المحقق: حسام الدين القدسي،ط/1،1414 ه، مكتبة القدسي، القاهرة، حدیث نمبر4926

58 الكتاني محمد عَبْد الحَيّ بن عبد الكبير ابن محمد الحسني الإدريسي، التراتيب الإدارية والعمالات والصناعات والمتاجر والحالة العلمية التي كانت على عهد تأسيس المدنية الإسلامية في المدينة المنورة العلمية،المحقق:عبد الله الخالدي،ط/2،باب في حضهم على تعاطي الشعر، ج2،ص203

59 المستدرك على الصحيحين، ج1،ص188

60 ابن الاثير ابو الحسن على بن محمد المعروف ،اسد الغابة،ط/1،1996ء ،دار احياء التراث العربي،بيروت،ج3،ص175

61 الشيباني أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد،مسند الإمام أحمد بن حنبل،المحقق: شعيب الأرنؤوط، عادل مرشد، وآخرون،ط/1، 1421 ه، مؤسسة الرسالة،بيروت، حدیث نمبر21587

62 صحيح مسلم ،كِتَابُ الْإِمَارَةِ ،بَابُ فَضْلِ الْجِهَادِ ،حدیث نمبر2747

63 نقوش رسول نمبر،ج4،ص135

64 الدارقطني أبو الحسن علي بن عمر بن أحمد بن مهدي بن مسعود البغدادي،سنن الدارقطني ،كِتَابُ السَّبَقِ بَيْنَ الْخَيْلِ،مؤسسة الرسالة، بيروت،حدیث نمبر4824

65 كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال ،حدیث نمبر45340

66 ایضاً،حدیث نمبر10848

67 ابن ہشام عبد الملك بن هشام، السيرة النبوية ، شركة الطباعة الفنية المتحدة،ج2،ص28

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.